سے دس ہزار روپیہ سالانہ کی گرانٹ مقرر کر دی۔ پروفیسر ہمایوں کبیر کے زمانۂ وزارت میں یہ رقم بڑھکر بارہ ہزار ہو گئی، اور جب سوسائٹی کے لئے الگ ایک بلڈنگ کی مہم شروع کی گئی تو وزارت تعلیم نے اس سلسلہ میں بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی رقم سے امداد کی، لیکن بلڈنگ کی خریداری کے لئے یہ رقم ناکافی تھی۔ ڈاکٹر صاحب اپنی دھن کے پکے اور دل کی لگن میں سچے تھے، انہوں نے دوسرے ذرائع سے دو لاکھ کے لگ بھگ رقم اور فراہم کی اور کلکتہ مدرسہ کے قریب ایک شاندار، وسیع اور کشادہ بلڈنگ خرید کر سوسائٹی کو اپنے گھر سے اس میں منتقل کر دیا۔

اب سوسائٹی کی سرگرمیوں میں اور اضافہ ہوا اور اس نے ایسی ترقی کی کہ برصغیر ہند و پاک میں ایرانیات پر تحقیقی اور لٹریری کاموں کا سب سے بڑا اور اپنی نوعیت میں واحد ادارہ بن گئی، افسوس ہے ستمبر ۶۹ء میں ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ سوسائٹی کے لئے یہ ایک نہایت شدید اور عظیم حادثہ تھا۔ لیکن مرحوم نے اپنے اردگرد مخلص اور پُرجوش کارکنوں کا ایک ایسا حلقہ بنا لیا تھا جنہوں نے اپنے عمل اور مسلسل تگ و دو سے سوسائٹی کی آن بان اور اس کی شان میں سرِمو فرق نہیں آنے دیا۔

یوں تو سوسائٹی کی مختلف کمیٹیوں کے عہدہ داروں اور ممبروں کی شکل میں جو اربابِ علم و ادب اور اصحاب دولت و ثروت سوسائٹی سے وابستہ ہیں وہ سب ہی بڑے مخلص اور ہمدرد ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان میں دو حضرات سب سے زیادہ فعال سرگرم اور متحرک ہیں اور وہ روزانہ سوسائٹی کے کاموں پر اپنے اوقات کا معتدبہ حصہ صرف کرتے ہیں، یہ ہیں: (۱) خواجہ محمد یوسف اور (۲) مسٹر ایم۔ اے مجید، اول الذکر ہائیکورٹ کے سینیئر اور نہایت قابل ایڈووکیٹ ہیں، مستقبل قریب میں جج ہونے کے امکانات قوی ہیں، اپنے خاص فن میں نیک نامی اور مہارت کے علاوہ قومی اور ملی کاموں میں سرگرمی اور خلوص سے حصہ لینے کے باعث پبلک میں اور خصوصاً مسلمانوں میں بڑے ہردلعزیز ہیں، مسلمانوں کے ملی معاملات پر وقتاً فوقتاً ان کے خطوط موقر انگریزی اخبارات میں شائع ہوتے رہتے اور توجہ سے پڑھے جاتے ہیں، ایران سوسائٹی کے قدیم کارکنوں میں سے ہیں، آجکل آج کل انڈو ایرانیکا کے منیجنگ اڈیٹر اور سوسائٹی کے ٹریژرر ہیں، مسٹر ایم اے مجید اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سرکاری ملازمت کے ساتھ قومی اور ملی و ادبی کاموں میں سرگرم حصہ لینے کی انہیں بھی دھن ہے، کلکتہ کے

متعدد تعلیمی اور سماجی اداروں سے یہ ہمیشہ وابستہ رہے ہیں، بڑے مخلص اور بڑے اچھے منتظم ہیں، سنجیدہ اور خاموش مگر بڑے فعال اور متحرک ہیں، میرے قیامِ کلکتہ کے زمانہ میں متعدد اداروں میں جن میں کہیں میں صدر تھا اور کہیں نائب صدر، یہ سکریٹری کی حیثیت سے میرے رفیقِ کار رہے ہیں اور میں ہمیشہ ان کی حسنِ کارکردگی کا مداح اور معترف رہا ہوں، موصوف آج کل ایران سوسائٹی کے جنرل سکریٹری ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب کی وفات کے بعد مرحوم کی یادگار میں سال میں ایک مرتبہ (ستمبر کے مہینہ میں) سوسائٹی نے ایرانیات سے متعلق کسی موضوع پر "ڈاکٹر محمد اسحٰق میموریل لکچر" کا باضابطہ و باقاعدہ سلسلہ شروع کیا، چنانچہ اس ذیل میں اب تک پروفیسر نذیر احمد (علیگڈھ) پروفیسر امیر حسن عابدی (دہلی یونیورسٹی) پروفیسر محب الحسن (کشمیر یونیورسٹی) سید صباح الدین عبدالرحمٰن (دارالمصنفین اعظم گڈھ) وغیرہم حضرات کے لکچر اہم موضوعات پر ہوئے اور انڈو ایرانیکا کے خاص نمبروں میں شائع ہو چکے ہیں۔

**ایران سوسائٹی کی دعوت** اس سال سوسائٹی کی مجلس منتظمہ نے ڈاکٹر محمد اسحٰق میموریل لکچر کے لئے راقم الحروف کو دعوت دینے کی تجویز منظور کی اور مجید صاحب نے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے مجھے دعوت نامہ لکھا جس میں ایران کی مناسبت سے کسی موضوع کا انتخاب مجھ پر ہی محول کیا گیا تھا۔ کلکتہ میں میری زندگی کے دس برس (از فروری ۱۹۶۹ء تا جون ۱۹۷۹ء) گذرے ہیں، میں علمی، ادبی، سماجی اور تعلیمی اعتبار سے ان دس برسوں کو اپنی عمر کے بہترین ادوار میں سے ایک دور سمجھتا ہوں اس دور میں میں نے کلکتہ اور اہل کلکتہ کو کیا دیا یہ تو ان کے بتانے کی چیز ہے، البتہ مجھ کو اس کا شکرگذاری کے ساتھ اعتراف ہے کہ کلکتہ نے مجھ کو علمی و ... مخلصانہ محبت دی، زندگی کا عملی تجربہ دیا، فکر و نظر کی بلندی دی، علمی اور تحقیقی ذوق کو پختگی بخشی، ادبی شعری اور جمالیاتی رجحانِ طبع کو جلا دی، اور عزت و احترام کا وہ مقام دیا جو کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے ایک طرف اپنے عہدہ کی وجہ سے سرکاری حلقوں میں میری پرسش تھی، اور سرکاری پارٹیوں میں شریک ہوتا تھا تو دوسری جانب مسلمانوں کے ہر طبقہ سے میرے مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات تھے، جب تک کلکتہ میں رہا ایشیاٹک سوسائٹی، کلکتہ کی کونسل کا ممبر اور فائیلولوجیکل سکریٹری رہا مسلم انسٹیٹیوٹ

کا نائب صدر، انجمن ترقی اردو کا صدر، اور دوسرے علمی اور تعلیمی اداروں سے وابستہ رہا۔ اس بنا پر کلکتہ کے بڑے بڑے غیر مسلم ارباب علم و فضل اور مصنفین و محققین سے بھی راہ و رسم رہی اور ان کے ساتھ مختلف موضوعات پر بارہا خالص علمی گفتگوؤں کا اور ان کے حسنِ اخلاق و کردار سے متمتع ہونے کا موقع ملا، ان وجوہ سے نہ میں نے کلکتہ کو اب تک فراموش کیا ہے اور نہ کرسکتا ہوں اور چونکہ محبت کبھی یکطرفہ یعنی one way traffic نہیں ہوتی اس لئے نہ کلکتہ نے اب تک مجھ کو دل سے بھلایا ہے۔

میں ادھر چند برسوں سے کلکتہ گیا بھی نہیں تھا۔ اس لئے اب ایران سوسائٹی کی یہ دعوت ملی تو اس کے قبول کرلینے میں کیا عذر ہو سکتا تھا۔ میں نے فوراً اسے منظور کرلیا، باہمی خط و کتابت سے ۲۲ ستمبر لکچر کی تاریخ مقرر ہوگئی، لکچر کا موضوع میں نے "عرب تاریخ نویسی میں ایران کا حصّہ" تجویز کیا تھا۔ سوسائٹی نے اسے منظور کرلیا۔ اور اگرچہ لکچر ایک دن ہی تھا۔ لیکن احباب سے ملنے ملانے اور چند روز ان کے ساتھ گذارنے کے ارادہ سے میں نے کلکتہ میں دس روز کے قیام کا منصوبہ بنایا اور سوسائٹی کو اطلاع کردی۔

روانگی پروگرام کے مطابق ۲۰ ستمبر کو کالکا میل سے دس بجے دن کے قریب روانہ ہوا، فرسٹ کلاس کے جس ڈبہ میں میری برتھ رزرو تھی اس میں ایک تعلیم یافتہ مارواڑی جوڑا دہلی سے بیٹھا آرہا تھا۔ دونوں نے مسکرا کر سلام کیا اور گفتگو کی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے واقف ہے، اصل بات یہ ہے کہ جب میں کلکتہ میں تھا تو ہندوستان کے مشہور صنعت کار سیٹھ برلا سال میں ایک مرتبہ نہایت تزک و احتشام اور بڑے اہتمام سے اردو مشاعرہ کراتے تھے اور مشاہیر شعرا کو بلاکر خوب داد و دہش اور شرکاء مشاعرہ کی خوب خاطر تواضع کرتے تھے، دو تین مرتبہ اس مشاعرہ کی صدارت میں نے بھی کی ہے ان دونوں رفقائے سفر نے مجھ کو ان مشاعروں میں دیکھا اور تقریریں سنی تھیں، راستہ بھر پھلوں اور مٹھائیوں سے تواضع کرتے رہے، غرض کہ سفر بڑی راحت اور آرام سے ہوا۔ دوسرے دن یعنی ۲۱ کو علی الصباح چھ بجے کے قریب ٹرین ہاوڑہ (کلکتہ کا سب سے بڑا اسٹیشن) پہونچ گئی، پلیٹ فارم پر مولانا ابو محفوظ الکریم معصومی پہلے سے موجود تھے، ان کے ساتھ روانہ ہوا، ابھی ہم دونوں تھوڑی دور چلے ہی تھے کہ ایک بڑی کار نظر آئی، جس میں سوسائٹی کے نائب صدر مسٹر ڈی۔ پی لڈر ایم۔ اے جو ایک کالج کے پرنسپل بھی ہیں

خواجہ محمد یوسف، مسٹر ایم۔ اے مجید اور مسٹر علقمہ شبلی ایم۔ اے بیٹھے ہوئے تھے، ہم دونوں کو دیکھتے ہی یہ حضرات کار سے باہر نکل آئے اور از راہِ معذرت بولے: آج ٹرین وقت مقررہ سے پندرہ منٹ پہلے آ گئی ہے اس لئے ہم پلیٹ فارم پر نہیں پہونچ سکے، بہرحال ایک عرصہ کے بعد ان احباب سے مل کر بڑی خوشی ہوئی اور کلکتہ کی سرزمین پہ قدم رکھتے ہی ایسا محسوس ہوا کہ گویا ایک پردیسی مدتوں کے بعد اپنے وطن میں آ گیا ہے اور وہاں کے در و دیوار اس کے دل سے کچھ سرگوشیاں کر رہے ہیں، یہ سرگوشیاں کیا ہیں؟ اس کے لئے عہدِ جاہلیت کی عربی شاعری کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کار میں بیٹھ کر ہم لوگ ایران سوسائٹی کی بلڈنگ کے قریب چاندنی نامی ایک اسٹریٹ میں آئے، یہاں میجسٹک نام کا ایک صاف ستھرا اور عمدہ ہوٹل ہے، سوسائٹی نے میرے قیام کا انتظام اسی ہوٹل میں کیا تھا۔ کمرہ میں سامان رکھ کر اور چائے کی ایک ایک پیالی پی کر تھوڑی دیر کے بعد یہ حضرات رخصت ہو گئے، تاکہ میں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اطمینان سے غسل کروں، کپڑے بدلوں اور پھر ناشتہ کروں،

حکیم صاحب ضروریات سے فارغ ہو کر بیٹھا تھا۔ گیارہ بجے کا وقت ہو گا کہ مولانا حکیم محمد زماں صاحب الحسنی والحسینی تشریف لے آئے، حکیم صاحب کلکتہ کے جیّد عالم، نامور طبیب اور مقبول و ہردلعزیز واعظ و خطیب ہیں، علمی استعداد نہایت پختہ ہے، مطالعہ کے دھنی ہیں، تفسیرِ قرآن کا خاص ذوق ہے اس کا کولوٹولہ اسٹریٹ کی مسجد میں روزانہ درس بھی دیتے ہیں۔ طبیب کی حیثیت سے اللہ نے دستِ شفا عطا فرمایا ہے، دیوبند کے فارغ التحصیل اور آج کل اُس کی مجلسِ شوریٰ کے موقر و ممتاز ممبر ہیں، ان خصوصیات کے باعث آپ کا شمار کلکتہ کے ممتاز و نمایاں افراد میں ہوتا ہے اور ہر طبقہ میں بڑی عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں، میرے دیرینہ نہایت مخلص اور عزیز دوست ہیں، حکیم صاحب کی وضعداری کا یہ عالم ہے کہ وہ کلکتہ کے ریلوے اسٹیشن پر مجھ کو خوش آمدید اور خدا حافظ کہنے ضرور آنے کی زحمت کرتے ہیں، اس مرتبہ نہیں آسکے تھے، بیٹھتے ہی اس کی معذرت کی، آج جمعہ کا دن تھا، اس کی تیاری کرنی تھی، اس لئے جلد چلے گئے۔

لنچ کے بعد جمعہ کی نماز سلطان ٹیپو کی مسجد میں ادا کی جو دو قدم کے فاصلہ پر تھی، یہ مسجد اس قدر

عزیز ہے کہ قیام کلکتہ کے دنوں میں بھی نماز جمعہ اکثر اس میں ہی پڑھتا تھا۔ اس مسجد کے امام مولانا سید سلمان برکتی مجددی ہیں جن کا تقرر مدرسۂ عالیہ کلکتہ میں میں نے ہی کرایا تھا۔ اب یہ وہاں کے پنشنر ہیں، نماز سے پہلے اور اس کے بعد حسب ذیل احباب ازراہ کرم ملاقات کے لئے ہوٹل میں تشریف لائے۔

پروفیسر مسعود حسن | مولانا آزاد کالج میں عربی اور فارسی کے صدر شعبہ تھے، آج کل وہاں سے سبکدوش ہونے کے بعد مغربی بنگال پبلک سروس کمیشن کے ممبر ہیں، بڑے فاضل اور لائق ہیں، استعداد پختہ اور مطالعہ وسیع ہے، معارف اور برہان میں اور ان کے علاوہ انگریزی کے موقر مجلات میں ان کے مقالات شائع ہوتے رہے ہیں۔ کم لکھتے ہیں مگر جو کچھ لکھتے ہیں تحقیق سے لکھتے ہیں ۵۹ء میں جب سبکدوش ہوا تھا تو پرنسپل کلکتہ مدرسہ کے عہدہ کا چارج ان کو ہی دیا تھا۔ لیکن یہاں کی آب و ہوا انہیں راس نہیں آئی اور ایک دو برس کے بعد ہی یہاں سے مستعفی ہو کر مولانا آزاد کالج میں اپنی جگہ پر واپس آگئے، میرے دیرینہ مخلص اور نہایت باوضع اور خوش مذاق دوست ہیں اس وقت برسوں کے بعد ملاقات ہوئی تھی بڑے تپاک اور جوش سے ملے، اور اسٹیشن پر نہ آسکنے کی معذرت کی۔

ڈاکٹر محمد راحت اللہ | بنگال کے ہی باشندہ ہیں میرے زمانہ میں مدرسۂ عالیہ، کلکتہ سے ممتاز المحدثین کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ تفسیر بیضاوی اور شرح عقائد کا درس مجھ سے لیا تھا۔ اس کے بعد قاہرہ چلے گئے، پانچ چھ برس وہاں رہ کر جامع ازہر سے شہادۃ الدکتورا یعنی ڈاکٹر کی سند حاصل کی، عربی بہت اچھی بولتے اور لکھتے ہیں، ۶۳ء میں جب میں کناڈا سے واپس ہو کر یورپ ہوتا ہوا قاہرہ آیا اور کونٹی نینٹل ہوٹل میں قیام کیا تو وہاں سب سے پہلے جس سے ملاقات ہوئی وہ یہی تھے اور پھر ہفتہ بھر جب تک میں قاہرہ میں رہا، برابر میرے ساتھ رہے، قاہرہ کی خوب سیر کرائی اور مشاہیر علماء و فضلا سے ملاقات کرائی، قاہرہ سے فراغت کے بعد کلکتہ یونیورسٹی میں عربی کے لکچرر ہو گئے تھے، اب ریڈر ہیں۔

ڈاکٹر مجیب الرحمٰن | لیڈی برابرون کالج، کلکتہ میں فارسی اور اردو کے صدر شعبہ تھے، ملازمت سے سبکدوش ہو کر مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، مغربی بنگال کے سیکرٹری ہو گئے، میرے زمانہ میں یہ بورڈ پرنسپل کلکتہ مدرسہ

کے ماتحت ہوتا تھا اور پرنسپل اپنے عہدہ کے اعتبار سے بورڈ کا سکریٹری ہوتا تھا۔ لیکن اب مستقل ایک ادارہ بن گیا ہے اور سکریٹری اور اس کا عملہ سب باتنخواہ ہوتے ہیں، مجیب الرحمٰن صاحب اس سے بھی سبکدوش ہو چکے ہیں انھوں نے انگریزی میں فارسی گرامر پر دو تین حصوں میں ایک کتاب اور ابھی حال میں ایک کتاب انگریزی میں "بنگال میں مدرسہ ایجوکیشن کی تاریخ" پر شائع کی ہے، جو تاریخ کے طالب علم کے لئے مفید ہے قیام کلکتہ کے زمانہ میں جب تک میں بورڈ آف ہائر سکنڈری ایجوکیشن میں عربی، فارسی اور اردو کا صدر ممتحن رہا موصوف میرے رفیق اور مددگار رہے، سنجیدہ، کم گو، فرض شناس اور میرے مخلص دوست ہیں،                (باقی)

---


# بیانُ اللّسان

## پچیس ہزار قدیم وجدید عربی لغات کا جامع ذخیرہ

تالیف مولانا قاضی زین العابدین رفیق ندوۃ المصنفین

بیان اللسان، اہل علم وارباب ذوق میں کافی مقبول و متعارف ہو چکی ہے اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:-

(۱) پچیس ہزار قدیم وجدید عربی الفاظ اس میں سما گئے ہیں (۲) قرآن کریم کے تمام لغات و اصطلاحات کا مجموعہ ہے (۳) اس میں عربی اخبارات و رسائل کے جدید الفاظ کی تفصیل ہے (۴) ہر لفظ کی اپنی اصل صورت میں انگریزی ڈکشنریوں کے طرز پر ترتیب ہے۔

صفحات ۹۰۰ سائز $\frac{۲۰\times۳۰}{۱۶}$ چکنا سفید کاغذ

قیمت

جنرل منیجر ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶